فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا یہ حدیث ہے؟

أَنَا أَمْلَحُ وَأَخِي يُوسُفُ أَصْبَحُ .

''میرا رنگ نیلا سفیدی مائل ہے اور میرے بھائی یوسف کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔''

جواب: یہ حدیث نہیں۔ جھوٹی باتوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا گناہِ کبیرہ ہے، اس پر سخت وعید آئی ہے۔

سوال: ''اللہ اللہ'' کا ذکر کرنا کیسا ہے؟

جواب: ''اللہ اللہ'' یا اس سے ملتا جلتا ذکر کرنا جائز نہیں، اسے مفرد ذکر کہتے ہیں، یہ بدعت ہے، رسول اللہ ﷺ، صحابہ اور ائمہ سلف سے ایسا ذکر ثابت نہیں، حالانکہ وہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے تھے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''جو یہ کہے کہ یہ عام لوگوں کا ذکر ہے، جب کہ خواص کا ذکر اسم مفرد (اللہ) ہے اور خواص الخواص کا ذکر اسم ضمیر (ھو) ہے، ایسا شخص غلطی کھا رہا ہے اور بے راہ روی کا شکار ہے۔ بعض نے اس پر یہ آیت دلیل بنائی ہے: ﴿قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ﴾ (الأنعام: 91) ''فرما دیجئے کہ اللہ

ہے،بس آپ انہیں اپنی خوش فہمی میں ہنستا کھیلتا چھوڑ دیں۔'' یہ ان کی فحش غلطی ہے، کیوں کہ اس میں لفظ اللہ جواب استفہام کے طور پر امر کے تحت واقع ہوا ہے،استفہام یہ ہے:﴿قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهٖ مُوسٰى نُورًا وَّهُدًى لِلنَّاسِ﴾ (الأنعام :91) ''پوچھیے کہ موسیٰ علیہ السلام پر نور و ہدایت پر مبنی کتاب نازل کرنے والی ذات کون تھی؟'' جواب استفہام یہ ہے: ﴿قُلِ اللّٰهُ﴾(الأنعام : 91) ''فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی موسیٰ علیہ السلام پر کتاب نازل کی ہے۔ لہٰذا لفظ اللہ مبتدا ہے اور جملہ استفہام خبر ہے۔مثال کے طور پر آپ کسی سے پوچھیں کہ : مَنْ جَارُهٗ فَيَقُولُ : زَيْدٌ ''اس کا پڑوسی کون ہے؟ وہ کہے کہ زید۔'' لفظ اللہ خواہ ظاہر ہو یا ضمیر، ہر دو صورت جملہ مفید یا کلام تام نہیں ہوسکتا اور نہ اس سے ایمان، کفر، امر و نہی کا تعلق ہے۔اسلاف امت میں سے کسی نے ''اللہ اللہ'' کا ذکر نہیں کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے مشروع نہیں کیا۔ نیز اس سے دل کو معرفت تامہ حاصل ہوتی ہے، نہ کوئی فائدہ ملتا ہے۔ ہاں ایک ہلکا سا خاکہ ضرور ملتا ہے،جس پر نفی یا استفہام کسی کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔اگر اس سے کوئی معرفت تامہ کا فائدہ ملے تو صحیح ،ورنہ بے فائدہ ہوگا۔شریعت میں اذکار وہی ہیں، جو بذات خود کوئی فائدہ دے، نہ کہ کسی دوسرے کے ساتھ مل کر۔ ایسے اذکار کے پابند کچھ لوگ الحاد و وحدت الوجود جیسی گمراہی کا شکار ہو چکے ہیں،جس پر تفصیلی روشنی کسی اور جگہ ڈال دی گئی ہے۔بعض مشائخ کا کہنا ہے:''مجھے خدشہ ہے کہ میں نفی و اثبات کے درمیان ہی فوت نہ ہو جاؤں۔'' ایسوں کی اقتدا نہ کی جائے۔ یہ واضح خطا

ہے، کیوں اس حالت میں فوت ہو جانے کی صورت میں اسے نیت کے مطابق صلہ ملے گا، اس لیے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میت کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنے کا حکم دیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جس کا آخری کلام کلمہ طیبہ ہوا، وہ جنتی ہے۔ اگر قریب المرگ سہما ہوا ہو، تو اسے کلمہ پیش نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ ڈر ہے کہ کہیں اسی اثنا بری موت نہ مر جائے......اور ضمیر سے اللہ کا ذکر کرنا سنت سے دوری، بدعت میں دخول اور شیطانی ہتھ کنڈے کا شکار ہونا ہے۔ کیوں کہ یَا هُوَ، یَاهُوَ یاهُوَ، هُوَ وغیرہ کا ذکر میں ضمیر کا مرجع وہی ہو گا جسے دل تصور میں لائے۔ دل کبھی صحیح ہوتا ہے اور کبھی بھٹکا ہوا۔ فصوص کے مصنف نے ایک کتاب الْهُوَ نامی کتاب بھی لکھی ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ﴾ (آل عمران: 7) ''اس کی تاویل صرف اللہ جانتا ہے۔'' کا معنی ہے کہ اس اسم «هو» کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔ اگر چہ اس قول کا بطلان واضح ہے، لیکن پھر بھی کچھ لوگوں نے یہ مراد لیا ہے۔ ایک بار مجھے کسی نے جب یہ کہا تو میں اسے جواب دیا کہ بات ایسے ہوتی، تو اللہ یہ فرماتا: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَ هُوَ﴾ یعنی ضمیر کو علیحدہ ذکر کیا جاتا۔ بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ﴾ (الأنعام:91) سے اللہ اللہ کا ذکر ثابت ہوتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اسم مفرد کا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تمام اہل علم کے ہاں باطل ہے۔ جب کہ درست معنی یہ ہے

کہ اللہ، جس نے موسیٰ علیہ السلام پر کتاب نازل کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا جواب ہے: ﴿قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسٰى نُورًا وَّهُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ﴾(الأنعام : 91) ''پوچھیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی، جسے موسی علیہ السلام لے کر آئے تھے اور جو روشن اور سر چشمۂ ہدایت تھی، تم انہیں دفتروں میں لکھتے رہے، ظاہر بھی کرتے تھے، لیکن اکثر حصے کو چھپا لیتے تھے۔ تم ایسی ایسی باتوں کو جان گئے ہو، جنہیں جانتے نہ تھے۔ خود ہی فرما دیں کہ اللہ۔'' یعنی تورات نازل کرنے والا اللہ ہی ہے۔ یہ ان کے رد میں نازل ہوئی، جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر وحی نازل نہیں کی۔ فرمایا: ﴿مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسٰى﴾ (الانعام:91) پھر فرمایا: ﴿قُلِ اللّٰهُ﴾ (الانعام:91) اللہ۔ یعنی اسی نے تورات کو نازل کیا۔ پھر فرمایا: ﴿ثُمَّ ذَرْهُمْ﴾ (الانعام:91) ''انہیں دفع کریں'' یعنی ان جھوٹوں کو۔ ﴿فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ) (الانعام:91) ''اپنی سوچوں میں کھیلتا ہوا۔'' سابقہ بحث سے امام سیبویہ اور دیگر ائمہ نحو کی بات سمجھنے میں مدد ملے گی: عرب کی عادت ہے کہ وہ قول کے ساتھ کلام تام، جملہ اسمیہ یا فعلیہ ہی حکایت کرتے ہیں۔ تب ہی تو إِنَّ کے بعد مکسور پڑھتے ہیں۔ لہٰذا باب قول کے بعد اسم مفرد نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی اسم مفرد کے ساتھ ذکر کرنے کا حکم دیا، نہ مسلمانوں کے لیے اسے مشروع کیا۔

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اسم مفرد ایمان کا فائدہ نہیں دیتا۔ کسی عبادت میں بھی اس کا حکم نہیں دیا گیا اور نہ ہی یہ اندازِ گفتگو ہی ہے۔''

(الفتاویٰ الکبریٰ : 5/210-212، مجموع الفتاوٰی : 226/10)

سوال: درود تاج پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مارکیٹ میں دستیاب اکثر درود بدعات کا آمیزہ ہوتے ہیں اور غلو سے لبریز ہوتے ہیں، شرک کی بو ان سے آرہی ہوتی ہے، مقام حیرت و استعجاب یہ ہے کہ بعض مہربانوں نے ان کے فضائل بھی بیان کر رکھے ہیں، جن کا ذخیرہ حدیث میں ذکر تک نہیں۔ انہی بدعی درودوں میں سے ایک ''درود تاج'' بھی ہے۔

سوال: کیا راستے کی دائیں جانب چلنا مستحب ہے؟

جواب: متعدد احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر معاملہ میں دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے۔ اس اعتبار سے راستے پر چلتے ہوئے بھی دائیں طرف کو اختیار کرنا مستحب ہے، یہ تو تھی شرعی بات۔ اب اگر کسی ریاست میں ٹریفک قوانین اس کے برعکس ہوں یعنی دائیں کے بجائے راستے کے بائیں طرف چلنے کا قانون ہے، تو ریاستی قانون کے مطابق چلنا چاہیے، تاکہ ٹریفک اُصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو اور حادثات سے بچا جا سکے۔

سوال: کیا خواتین تبلیغ کر سکتی ہیں؟

جواب: شرعی پابندیوں میں رہ کر خواتین خواتین کو تبلیغ کر سکتی ہیں۔

سوال: کھڑے ہو کر وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کھڑے ہو کر وضو کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ شریعت نے وضو کے لیے کسی ہیئت اور کیفیت کی قید نہیں لگائی، جس کیفیت میں آسانی ہو، اسے اختیار کیا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے بھی کھڑے ہوکر وضو کرنا ثابت ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ.

''نبی کریم ﷺ لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف گئے اور اس سے وضو کیا اور نہایت احسن طریقہ سے وضو کیا۔''

(صحيح البخاري : 183، صحيح مسلم : 673)

یقیناً لٹکے ہوئے مشکیزے سے کھڑے ہوکر ہی وضو ممکن ہے۔

سوال: کیا وضو کرنے میں دوسروں سے مدد لینا جائز ہے؟

جواب: وضو میں دوسروں سے مدد لینا جائز ہے، مثلاً کسی سے پانی منگوانا یا اعضائے وضو پر پانی بہانے کا کہنا وغیرہ۔ کئی احادیث اور آثار سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

سوال: سویمنگ پولز میں اکثر پانی صاف کرنے کے لیے دوائی ڈالی جاتی ہے، کیا اس پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: ایک شخص کینسر کا مریض ہے، ڈاکٹر نے اسے چہرے پر پانی لگانے سے منع کیا ہے، کیا وہ وضو کے وقت چہرے پر مسح کرسکتا ہے؟

جواب: اگر ایسے مریض کے لیے چہرے پر مسح کرنا ممکن ہے، تو مسح کرلے اور اگر مسح کرنا بھی نقصان دہ ہوسکتا ہے، تو مسح بھی ترک کرسکتا ہے۔ ایسا شخص وضو میں متاثر عضو کے علاوہ باقی اعضا دھولے اور نماز ادا کرلے۔

اگر وضو کے اکثر اعضا متاثر ہیں اور ان پر پانی نہیں لگایا جاسکتا، تو اسے وضو کرنے کی

ضرورت نہیں، بلکہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَأَشْرِبُوا أَعْيُنَكُمْ مِنَ الْمَاءِ، وَلَا تَنْفُضُوا أَيْدِيَكُمْ مِنَ الْمَاءِ؛ فَإِنَّهَا مَرَاوِحُ الشَّيْطَانِ.

''جب آپ وضو کریں، تو پانی سے آنکھیں تر کر لیا کریں، ہاتھوں سے پانی مت جھاڑا کریں، کیونکہ یہ شیطان کے پنکھے ہیں۔''

(علل الحدیث لابن أبي حاتم: 506/1، کتاب المجروحین لابن حبان: 203/1)

جواب: روایت جھوٹی ہے۔

① بختری بن عبید ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نُسْخَةً فِيهَا عَجَائِبُ.

''یہ اپنے باپ کے واسطہ سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک نسخہ (کتاب) بیان کرتا ہے، جس میں منکر روایات ہیں۔''

(کتاب المَجروحین: 203/1)

یہ روایت بھی اسی واسطہ سے ہے، لہٰذا منکر ہے۔

② عبید بن سلمان کلبی کی توثیق نہیں۔

❀ اسے امام ابو حاتم اور امام دار قطنی رحمہما اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(علل الحدیث لابن أبي حاتم: 501/1، سنن الدّارقطني: 102/1)

③ عبید کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع بھی ثابت نہیں ہو سکا۔

❀ اس روایت کو امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم :501/1)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 238/2)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال :299/1)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري :362/1)

❀ اس کی ایک دوسری سند بھی ہے۔

(صفة التّصوف لابن طاهر، نقلًا عن التّلخيص الحبير لابن حجر :296/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سند کو ''مجہول'' کہا ہے۔ کیونکہ اس میں مجہول راوی ہیں۔

سوال: کیا دوران غسل گفتگو کرنا منع ہے؟

جواب: دوران غسل گفتگو کی ممانعت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: انجکشن لگانے سے جو خون نکلتا ہے، کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ وضو ٹوٹنے پر کوئی ثابت دلیل معلوم نہیں۔

سوال: اگر قے میں خون آئے، تو وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو برقرار ہے۔

سوال: ایک شخص نے تھوکا، تو ساتھ خون نکل آیا، اب وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو برقرار ہے، خون نکلنے پر وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: عورت کی چھاتی سے پانی نکل آیا، وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو قائم ہے، ٹوٹنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں۔

سوال: غسل کے بعد منی کے قطرات نکل آئے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: غسل ہو چکا ہے، اب استنجا کر کے وضو کر لے۔

سوال: کیا میاں بیوی کے ایک دوسرے کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: میاں بیوی کا ایک دوسرے کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر شہوت کی وجہ سے مذی وغیرہ نکل آئے، تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال: کیا جنبی بلا عذر تیمّم کر کے تلاوت کر سکتا ہے؟

جواب: جنبی بغیر عذر تیمّم کر کے تلاوت نہیں کر سکتا۔ تیمّم اس وقت جائز ہے، جب پانی ملنا یا اس سے غسل کرنا ممکن نہ ہو۔

سوال: کیا جنبی بلا عذر تیمّم کر کے حدیث پڑھ سکتا ہے؟

جواب: اول تو بغیر عذر پانی چھوڑ کر تیمّم کرنے سے طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ دوم یہ کہ جنبی حدیث پڑھ سکتا ہے، ممانعت قرآن پڑھنے کی ہے، حدیث یا کوئی اور اسلامی کتاب پڑھنا منع نہیں۔

سوال: عورت کو حیض ونفاس کے خون پر جو تکلیف آتی ہے، اس پر کوئی خاص اجر وثواب ہے یا نہیں؟

جواب: اس پر کوئی خاص اجر وثواب منقول نہیں۔ البتہ مومن کو ہر تکلیف پر اجر ملتا ہے، بشرطیکہ وہ صبر واحتساب سے کام لے۔

سوال: کیا حائضہ میت کے پاس بیٹھ سکتی ہے؟

(جواب): حیض و نفاس میں قریب المرگ یا میت کے پاس جا سکتی ہے، شریعت میں اس کے منع پر کوئی دلیل نہیں، نیز میت کے پاس جانے کے لئے حیض سے پاک ہونا شرط نہیں؛

❁ حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ تَحْضُرَ الْحَائِضُ الْمَيِّتَ.

''آپ حائضہ کا میت کے پاس جانا درست سمجھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 237/3، وسندہٗ حسنٌ)

❁ علمائے احناف کہتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِجُلُوسِ الْحَائِضِ وَالْجُنُبِ عِنْدَهٗ وَقْتَ الْمَوْتِ .

''حائضہ اور جنبی قریب المرگ کے پاس بیٹھ سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں۔''

(فتاوی عالمگیری : 157/1)

جو لوگ حائضہ کو میت کے گھر جانے سے روکتے ہیں، ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ یہ تو ہم پرستی ہے، جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ جب حائضہ میت کو غسل دے سکتی ہے، تو میت کے پاس اور اہل میت کے گھر بالا ولیٰ جا سکتی ہے۔

یاد رہے کہ ایامِ مخصوصہ میں عورت قبرستان کی زیارت کے لیے جا سکتی ہے۔

(سوال): ایام مخصوصہ کے بعد لگنے والے زعفرانی رنگ کے دھبوں کا کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ حیض نہیں، عورت بدستور پاک ہے۔

❁ سیدہ امِ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئًا .

''ہم طہر کے ایام میں زرد اور مٹیالے رنگ کے پانی کو حیض نہیں سمجھتی تھیں۔''

(صحيح البخاري : 326، سنن أبي داوٗد : 307)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَتْهَا بَعْدَ الْغُسْلِ، فَإِنَّهَا تَسْتَثْفِرُ، وَتَوَضَّأُ، وَتُصَلِّي .

”غسل ماہواری کے بعد زرد رنگ کا خون دیکھیں، تو زیر جامہ پہن کر وضو کریں اور نماز ادا کریں (یہ خون استحاضہ شمار ہوگا)۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :94/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي التَّرِيَّةِ شَيْءٌ بَعْدَ الغُسْلِ إِلَّا الطُّهُورُ .

”غسل کے بعد زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی طہر ہی ہے۔“

(سنن الدّارمي : 897، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا حائضہ قرآنی آیات لکھ سکتی ہے؟

جواب: حائضہ نہ قرآن پڑھ سکتی ہے اور نہ لکھ سکتی ہے۔

سوال: حالت حیض میں ناخن تراشنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا بیت الخلا میں جاتے ہوئے سر ڈھانپنا مستحب ہے؟

جواب: بیت الخلا میں جاتے وقت سر ڈھانپنے کے بارے میں کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں، البتہ بعض آثار سے استحباب معلوم ہوتا ہے، مذاہب اربعہ میں بھی استحباب ذکر ہوا ہے۔

❁ علمائے احناف نے لکھا ہے:

يُسْتَحَبُّ لَهٗ أَنْ ...... يَدْخُلَ مَسْتُورَ الرَّأْسِ .

''مستحب ہے کہ بیت الخلا میں جاتے ہوئے سر ڈھانپ لیا جائے۔''

(فتاویٰ عالمگیری :50/1، البحر الرّائق لابن نجیم :256/1)

❀ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے برسر منبر خطبہ میں فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اسْتَحْيُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَظَلُّ حِينَ أَذْهَبُ إِلَى الْغَائِطِ فِي الْفَضَاءِ مُغَطِّيًا رَأْسِي اسْتِحْيَاءً مِّنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ .

''مسلمانو! اللہ عزوجل سے حیا کریں۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں جب بھی کھلی جگہ قضائے حاجت کے لیے جاتا ہوں، تو اپنے رب سے حیا کرتے ہوئے اپنا سر ڈھانپ لیتا ہوں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 1127، الزّهد لابن المبارك : 316، الزّهد لأحمد بن حنبل : 1168، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(السّنن الكبرىٰ :96/1)

❀ عبداللہ بن طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَمَرَنِي أَبِي إِذَا دَخَلْتُ الْخَلَاءَ أَنْ أُقَنِّعَ رَأْسِي .

''میرے والد گرامی (طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ) نے مجھے حکم دیا کہ میں بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت سر کو ڈھانپ لیا کروں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :101/1، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ غَطّٰى رَأْسَهٗ، وَإِذَا أَتٰى أَهْلَهٗ غَطّٰى رَأْسَهٗ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں داخل ہوتے، تو اپنا سر ڈھانپ لیتے تھے اور جب بیوی کے پاس جاتے، تو بھی سر ڈھانپ کر جاتے تھے۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 139/7، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 455)

سند سخت ضعیف ہے۔

① سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

② علی بن حیان جزری مخزومی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

علی بن حیان کی متابعت خالد بن عبد الرحمٰن مخزومی نے کی ہے، جو کہ ''ضعیف ومتروک'' ہے۔اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 555/7)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(المجموع : 94/2، خلاصة الأحكام : 149/1)

❁ حبیب بن صالح طائی شامی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ لَبِسَ حِذَاءَهٗ، وَغَطّٰى رَأْسَهٗ .

''رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے، تو جوتا پہن لیتے اور سر ڈھانپ لیتے تھے۔''

(طَبَقات ابن سعد :383/1، السّنن الکبریٰ للبیهقي : 456)

سند ضعیف و منقطع ہے۔

① حبیب بن صالح تبع تابعی ہیں، براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے کیسے بیان کر سکتے ہیں؟ لہٰذا سند معضل (سخت منقطع) ہے۔

② ابو بکر بن عبداللہ بن ابی مریم غسانی ''ضعیف، متروک و منکر الحدیث'' ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :150/1)

سوال: کیا اپنے بول و براز کو دیکھنا منع ہے؟

جواب: شرعاً کوئی حرج نہیں۔

سوال: مینڈک کے پیشاب اور پاخانہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: مینڈک حرام ہے، لہٰذا اس کا پیشاب اور پاخانہ بھی ناپاک ہے۔

سوال: کیا مسجد میں ہیٹر لگانے کے لیے چندہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: مساجد میں ہر ممکن سہولت مہیا کرنی چاہیے اور اس کے لیے چندہ وغیرہ بھی کرنا پڑے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا مسجد کا نام تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

سوال: مسجد کا زائد سامان فروخت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): مسجد کا زائد یا ناکارہ سامان فروخت کیا جا سکتا ہے، مگر اس کی رقم مسجد میں ہی لگانی چاہیے۔

(سوال): ایک شخص نے حالت جنابت میں اذان کہی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اذان صحیح ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ جنبی سوائے تلاوت کے تمام اذکار کر سکتا ہے، اذان بھی ذکر ہے، لہٰذا جنبی کی اذان صحیح ہے۔

(سوال): دوران اذان سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟

(جواب): دوران اذان کوئی سلام کرے، تو سلام کا جواب دیا جائے گا۔ اذان کے دوران کلام کرنا منع نہیں۔

(سوال): اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

(جواب): اذان کے بعد درود اور دعا ثابت ہے، مگر ان میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں۔

(سوال): اقامت میں حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا کیسا ہے؟

(جواب): اقامت میں دائیں بائیں منہ نہیں پھیرنا چاہیے، یہ التفات اذان میں ثابت ہے، اقامت میں نہیں۔

(سوال): دوران نماز اپنے ہی ستر پر نظر پڑ گئی، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز صحیح ہے۔

(سوال): بعض کہتے ہیں کہ جماعت میں پاؤں ملانے سے مراد قریب قریب ہو کر کھڑا ہونا ہے، حقیقت میں پاؤں کے ساتھ پاؤں مَس کرنا نہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

(جواب): جماعت میں پاؤں ملانے سے مراد پاؤں سے پاؤں کو چپکانا اور خالی جگہ کو

پُر کرنا ہے، بغیر قرینہ کے لفظ کو حقیقی معنی سے مجازی معنی کی طرف پھیرنا جائز نہیں۔

❁ علامہ، عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ (م:1414ھ) فرماتے ہیں:

''یہاں الزاق کو مجازی معنی پر محمول کرنا محتاجِ قرینہ ہے۔ الزاق کی یہ تفسیر کرنا کہ دو نمازیوں کے درمیان تیسرے آدمی کی جگہ نہ چھوڑی ہو، اس پر کوئی شرعی و عقلی دلیل نہیں۔ یہاں اس معنی پر محمول کرنے کے لیے ادنیٰ سا قرینہ اور کوئی کمزور ترین شائبہ بھی موجود نہیں۔ ایک صاحب نے سنت کو بدعت بنا دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ باہم خالی جگہ چھوڑنا، آپس میں نہ ملنا اور الزاق پر عمل نہ کرنا سنت ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کی، بل کہ اس قدر جری ہیں کہ اپنی خانہ ساز بات ائمہ اربعہ کے حوالے سے بیان کر دی۔ میں کہتا ہوں کہ سنت رسول ﷺ یا صحابہ کرام کے عمل سے کون سی دلیل ہے، جو انفرادی اور جماعت کی حالت میں نمازی کے دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں یا ایک بالشت برابر فاصلے کی حد بندی کرتی ہے؟ حق تو یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شفقت و نرمی کرتے ہوئے نمازی کے پاؤں کے مابین فاصلے کو معین نہیں کیا، کیوں کہ یہ فاصلہ نمازی کی حالت کے مطابق بدلتا رہتا ہے، جیسا کہ کوئی نمازی پتلا، کوئی موٹا، کوئی مضبوط اور کوئی کمزور ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نمازی اپنے پاؤں کو جماعت میں اتنا کھولے گا کہ اس کے لیے بغیر تکلف و مشقت کے خالی جگہ کو ختم کرنا اور ساتھ والے کے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانا ممکن ہو۔ پھر ہمارے پاس صرف الزاق کا لفظ ہی نہیں، بل کہ 'تراص'، 'سد خلل' اور شیطان کے لیے خالی جگہ چھوڑنے سے ممانعت جیسے الفاظِ نبوی بھی ہیں، جن

میں سے ہر ایک الزاق کو حقیقی معنی پر محمول کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اگر صرف لفظ الزاق ہی ہوتا، تو پھر بھی کیا ہو جانا تھا؟ کیوں کہ خود (کشمیری صاحب) نے اپنی عبارت کے اختتام پر اس کا اعتراف کرلیا ہے کہ الزاق سے مراد باہم اچھی طرح مل جانا اور خالی جگہ نہ چھوڑنا ہے۔ یہی تو ہم کہتے ہیں۔ باہم اچھی طرح ملنا اور خالی جگہ چھوڑنے سے بچنا تب ہی ممکن ہے، جب آدمی اپنے کندھے کو ساتھ والے نمازی کے کندھے سے اور پاؤں کو اس کے پاؤں سے حقیقی طور پر ملالے۔ نہ جانے (کشمیری صاحب) الصاقِ حقیقی کی اس مثال کے بارے میں کیا کہیں گے کہ عرب کہتے ہیں: بِهِ دَاءٌ ''اسے بیماری چمٹی ہے۔''، پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہیں گے: ''جب کوئی اپنے ختنہ کو مقامِ ختنہ کے ساتھ ملائے، تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا۔'' (کیا یہاں بھی الزاق کا مجازی معنی مراد لیا جائے گا؟) صحیح ومحکم حدیث تعامل کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتی ہے، نہ یہ کہ تعامل، حدیث کے قابل عمل یا ناقابل عمل ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے نزدیک اہل مدینہ کے یا دیگر بلادِ اسلامیہ کے لوگوں کے عمل میں کوئی فرق نہیں۔ باوجود اس کے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام کا عمل، خلفائے راشدین کا عمل اور آپ ﷺ کے بعد تمام صحابہ وتابعین کا عمل باہم مل کر کھڑے ہونے اور درمیان میں خالی جگہ بالکل نہ چھوڑنے ہی پر تھا۔ صدر اول، یعنی صحابہ و تابعین کے مقابلے میں بعد والوں کا عمل ناقابل اعتبار ہے۔ مزید یہ کہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانے میں ادنیٰ سی مشقت بھی نہیں

ہوتی۔ ہم حدیث پر عمل کرتے ہوئے اور سنت کے اتباع میں بغیر کسی تکلف ومشقت کے ایسا کرتے ہیں۔ ہم جماعت میں اپنے پاؤں کا درمیانی فاصلہ انفرادی حالت سے زیادہ بھی نہیں رکھتے، لیکن اس سنت پر عمل کرنا صرف انہی لوگوں کے لیے آسان ہے، جو سنت اور صاحب سنت سے محبت رکھتے ہیں اور سنت پر عمل چھوڑنے کے لیے حیلے بہانے نہیں تراشتے۔ رہا مقلد، جس کی بصیرت جواب دے گئی ہے، تو اس کے لیے ہر سنت بوجھ ہے، سوائے اس کے، جو اس کی خواہش کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور انہیں صحیح ثابت احادیث پر عمل کرنے اور تاویل وتحریف کو ترک کرنے کی توفیق بخشے۔''

(مِرعاة المَفاتيح : 6/4)

سوال: کیا مرد اور عورت کے رکوع میں فرق ہے؟

جواب: شریعت نے مرد وعورت کے طریقہ رکوع میں کوئی فرق بیان نہیں کیا۔ مرد وعورت کی نماز کا طریقہ ایک جیسا ہے، الا کہ فرق کی دلیل آ جائے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

''میری طرح نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري :631)

یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کے لیے ہے۔

سوال: رکوع، سجدہ اور سلام کے وقت نظر کہاں ہونی چاہیے؟

جواب: تشہد کے علاوہ باقی ساری نماز میں نظر مقامِ سجدہ پر ہونی چاہیے، تشہد اور

سلام کے وقت نظر اُنگشت شہادت پر ہونی چاہیے۔

(سوال): اگر کوئی شخص تلاوت کے وقت سجدہ تلاوت کرے اور بعد میں تلاوت جاری رکھنا چاہے، تو کیا وہ تعوذ یا تسمیہ پڑھے گا؟

(جواب): تعوذ یا تسمیہ نہیں پڑھے گا، البتہ اگر نئی سورت شروع کر رہا ہے، تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا۔

(سوال): کیا امام محراب کے بجائے مسجد کے عام صف میں کھڑے ہو کر امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب): کرا سکتا ہے۔

(سوال): جس نے مصنوعی دانت لگائے ہوئے ہوں، اسے امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، کوئی وجہ کراہت نہیں۔

(سوال): اگر کوئی لڑکی بلوغت کے بعد لڑکا بن جائے، تو وہ جماعت میں کس صف میں کھڑا ہوگا؟

(جواب): چونکہ اب وہ لڑکا بن چکا ہے، لہٰذا اس کے تمام احکام مردوں والے ہوں گے، وہ مردوں والی صف میں کھڑا ہوگا۔

(سوال): اگر کوئی جن انسانی شکل میں متشکل ہو، تو کیا اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے؟

(جواب): اگر جن انسانی شکل اختیار کرے، تو اس کی اقتدا صحیح ہے، کیونکہ جنات بھی شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مکلّف ہیں۔

❀ علامہ ابوالبقاء عبداللہ بن حسین عکبری رحمہ اللہ (۶۱۶ ھ) سے جنات کی اقتدا

میں نماز پڑھنے کا سوال ہوا، تو آپ رحمہ اللہ فرمایا:

نَعَمْ لِأَنَّهُمْ مُكَلَّفُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ إِلَيْهِمْ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''جی ہاں (نماز صحیح ہے) کیونکہ (ہماری طرح) وہ بھی شریعت کے مکلّف ہیں، نبی کریم ﷺ جنات کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں، واللہ اعلم!''

(آكام المَرجان للشّبلي، ص 99)

سوال: بیت الخلاء میں کیسے داخل ہوں گے؟

جواب: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت مستحب یہ ہے کہ بایاں پاؤں پہلے داخل کیا جائے اور نکلتے وقت دایاں قدم پہلے باہر نکالیں۔ یہ بالاتفاق مستحب ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْأَدَبُ مُتَّفَقٌ عَلَى اسْتِحْبَابِهٖ.

''بیت الخلا کے اس ادب کے مستحب ہونے پر اتفاق ہے۔''

(المَجموع: 2/77)

سوال: امام نے قرأت میں غلطی کی، تو مقتدی عورت نے لقمہ دیا، امام نے لقمہ قبول کرلیا، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز صحیح ہے۔

سوال: چادر یا رومال سر پر ڈال کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔